ڈاکٹر علی اکبر جعفری (ایران)
مترجم:- پروفیسر وائی ایس طاہر علی

عصرِ سعدیؒ تک
فارسی اشعار میں "سندھ" کا جغرافیائی مفہوم

(عالمی مذاکرہ "سندھ صدیوں میں" پڑھا گیا-)

علم جغرافیہ پر عہدِ اسلام میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے بھی فارسی زبان کی نشوونما کا سراغ ملتا ہے۔ ان کتابوں میں مکران اور ہند کے درمیان والے علاقے کو سندھ کا ایک ملک تصور کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر فارسی زبان میں "حدود العالم" نام کی کتاب جو ۳۷۲ھ میں لکھی گئی تھی سب سے پہلی کتاب جغرافیہ پر مانی گئی ہے۔ اس کتاب میں سندھ کے حدودِ اربعہ یوں بیان کیے گئے ہیں:-

"مشرق میں دریائے مہران، جنوب میں محیطِ اعظم، مغرب میں کرمان اور شمال میں بیابان علاقہ"۔

اسی کتاب میں ایک اور جگہ پر دریائے سندھ (مہران) کا ذکر اس طور سے آیا ہے:-

"یہ بڑا دریا ہندوستان اور سندھ کے شہروں سے ہوتا ہوا گزرتا ہے"۔

مزید تفصیل اس کی یوں کی گئی ہے:-

"خلیج فارس جو ایران کے ساحلوں سے لگی ہوئی ہے سندھ کے کچھ حصوں تک اس کا پھیلاؤ ہے"۔

سندھ کے مشہور مقامات یعنی ملتان، منصورہ اور قزدار کو اگلے وقتوں میں سندھ ہی سے تعبیر کیا جاتا تھا اور اس کا ثبوت ہمیں مختلف پیرایوں سے تاریخوں میں اور اشعار میں ملتا ہے مثلاً

ے حکایات سفر مولتانی ہمی دانی اگر ندانی تاج الفتوح پیش آور (عنصری)

ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں ملتان کو سندھ کا دارالحکومت لکھتے ہیں اور حکیم سنائی کے اشعار میں گو ہمیں سندھ کا ذکر کہیں نہیں ملتا لیکن انہوں نے اپنے ایک قصیدے میں قزدار کا ذکر ضرور کیا ہے۔ ملاحظہ ہو

ے شنیدی کہ ہمی در نواحی قزدار ستارہ از تف او در ہوا ہیا لا ید (سنائی)

علم تاریخ اور علم جغرافیہ نیز پرانے آثار و عجائب پر لکھی ہوئی کتابوں کے علاوہ فارسی اشعار میں شعراء نے لفظ سندھ سے جو مفہوم لیا ہے وہ نہایت قابل غور ہے اور میرا ارادہ ہے کہ میں اس سلسلہ میں آپ کے سامنے کچھ عرض کروں لیکن اس گفتگو کے دائرہ کو میں حضرت سعدی علیہ الرحمۃ تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہوں۔

یہ یاد رکھیے کہ فارسی کے شعروں میں لفظ سندھ کا استعمال دو صورتوں سے کیا گیا ہے پہلی صورت تو وہ ہے جہاں فرخی، عنصری، مسعود سعد، ابوالفرج رونی اور مختاری۔ جیسے شعراء نے اپنے قصائد میں تاریخی واقعات کا یا لڑائیوں کا یا بادشاہوں اور سرداروں کی فتوحات کا ذکر کیا ہے۔ دوسری صورت وہ ہے جہاں یہ لفظ اس کے رقبے اور لوگ اور محلِ وقوع کے لحاظ سے استعمال ہوا ہے۔ بہر حال ان اشعار میں لفظ سندھ کا ذکر چار چیزوں کے لیے آیا ہے

(۱) سرزمین (۲) اہالیان (۳) دریا اور (۴) خصوصی باتیں۔

اگر سیاسی جغرافیہ کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو لفظ سندھ، قدرتی ماحول کی وجہ سے یونان، روس اور سری لنکا کی طرح بالکل منفرد معلوم ہوتا ہے اور غالباً اسی نقطۂ نظر سے شعراء نے اپنے اشعار میں اسے ہند کے مقابلے میں بیان کیا ہے۔ جو فی الواقع صحیح ہے کیونکہ تاریخوں میں اور جغرافیہ کی کتابوں میں وہ ایک ملک کی حیثیت سے مانا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر یہ دونوں نام یعنی ہند و سند ایسے لائے گئے ہیں کہ گویا وہ ایک ترازو کے دو جدا پلّے ہوں۔ میری دانست میں قدیم ترین شعر جس میں سندھ کا ذکر ہند کے ساتھ ساتھ آیا ہے وہ

وہ دقیقی (وفات ۳۶۵ھ) کا ہے، وہ کہتے ہیں ؎

شہ بربرستان وشاہان ہند کز نیش بدادند وشاہان سند (ص ۸۰ چاپ دبیر سیاقی)

فردوسی نے بھی سندھ کا ذکر اپنے شاہنامہ میں کیا ہے لیکن میں فردوسی کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ میرے عزیز دوست محمد علی ندوشن اس عنوان پر اپنے مقالے میں روشنی ڈالیں گے۔

سُلطان محمود غزنوی کے فتوحات سے دو شاعر بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے اپنے پیشروؤں کے برعکس اپنے قصائد میں نہایت تفصیل سے کام لیا ہے اور ہند اور سند دو مختلف مُلک بتائے ہیں۔ اُن میں سے ایک فرخی ہیں (متوفی ۴۲۹ھ) اور دوسرے عنصری ہیں (متوفی ۴۳۱ھ)۔ عنصری اپنے مشہور قصیدے میں سُلطان کے ہندوسند میں فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے کہہ گئے!

بہ سند و تا حیت ہند شہر یاران کرد کجا بہ مردم خیبر نکردہ بُد حیدر (ص ۱۲۱)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر کے دماغ میں سندھ کا وہ تصوّر نہیں ہے جیسے عام طور پر ہندوستان کا ایک حصّہ سمجھا جاتا ہے۔ محمود کے فتوحات کو عنصری اور فرخی نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا اور ان دونوں نے اپنے اشعار میں رائج الوقت اصطلاحات کام میں لی ہیں۔ عنصری کہتے ہیں ؎

چو رہ دہی کہ بد ونیک وقف بود برو بہ زنگبار و بہ ہند و سند و جالندر

ایک اور قصیدے میں جو سلطان محمود ہی کے متعلق ہے عنصری نے دریائے ہند کا ذکر کیا ہے اور ایک ریگستانی صحرا دریائے مذکور اور سندھ کے درمیان واقع ہونا لکھا ہے ؎

یکی بیابان بود اندر آن نواحی صعب کہ بود پہناش از رود ہند تا سند آن (ص ۲۲۲)

ان کے قصیدۂ رائیہ میں ایک شعر آتا ہے جس میں انہوں نے ہند اور سند کو دو برابر کے مُلک قرار دیا ہے ؎

بہ سند و ہند زعکس رخ ہزیمتانش مراغوان راشتوان شناختن ز ر (ص ۵۳)

اگر جغرافیہ کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو فرخی کے دماغ میں بھی سندھ کا وہی تصور ہے جو

عنصری کا ہے ۔ جب سلطان کو دوسری بار کامیابی ہوئی تو اس موقع پر ہندوستان سے مراجعت کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ؎

شنیدہ ام کہ فرامرز رستم اندر سند — بکشت مار و بیان فخر کرد پیش تبار
تو بادشاہ یکی گرگ کشتی اندر ہند — چنین دلیری نیکوترست ازآن صد بار

فرخی نے امیر ابو یعقوب یوسف غزنوی کی مدح میں جو قصائد لکھے ہیں ان میں لکھا ہے ؎

گفتگوئی است بہ ہند و گفتگوئی است بہ سند — گفتگوئی است بہ روم و گفتگوئی است بہ چین (ص ۲۹۶)

اس شعر میں یہ بات قابل غور ہے کہ روم، چین، ہند اور سند جغرافیہ کے اعتبار سے اکائیاں ہیں جو اس زمانہ میں مشہور تھیں اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر سندھ اور ہند ایک ہی ملک کے دو حصے ہوتے تو ... بڑے ملک یعنی روم اور چین کے ساتھ ان کا ذکر کیسے آتا ؟

فرخی نے سومنات کی فتح پر ایک اور قصیدہ لکھا ہے جس میں یہ شعر ہے ؎

بہ سند و ہند کس نیست ماندہ کاں ارزد — کزآن تو شود آنجا بہ جنگ یک جاکر (ص ۲۳)

اسدی طوسی (متوفی ۴۶۵ھ) نے بھی کئی بار سند و ہند کا اسی طرح تذکرہ کیا ہے کہ ہند و سند دو جداگانہ ملک تھے ۔ گرشاسپ اہلِ ہند سے رزم آرا ہو کر کہتا ہے ؎

کشیدند شمشیر شیران ہند — گرفتند کوشش دلیران سند (ص ۱۰۸)

پھر کہتا ہے ؎

شنیدی کہ در کاول و مرز سند — چہ کردم چہ در خاور و روم و ہند (ص ۳۶۶)

اور پھر ؎

پزشکی پر از فیلسوفان ہند — کہ گرشاسپ آورده بودش ز سند (ص ۳۰۳)

اور پھر ؎

ولیک از دگر رہ شناسان ہند — شنیدم ہم از فیلسوفان سند (ص ۱۳۵)

آخری شعر میں "ہم از فیلسوفان سند" کہہ کر یہ بتانا مقصود ہے کہ رہ شناسان ہند اور فیلسوفان سند عقلمند لوگ ہیں جو ان دو ملکوں میں پائے جاتے ہیں اور جو شاعر کے لیے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں ۔

ایک مصرع تو ایسا ہے کہ جس سے اس کی توضیح ہو جاتی ہے

شناسند یکسر ہمہ ہند و سند (ص ۱۱۵)

اپنے سفرنامہ میں ناصر خسرو لکھتے ہیں کہ دیارِ مغرب میں جانے سے پہلے وہ مولتان آئے تھے جس سے انہیں کافی طور پر شناسائی تھی۔ انہوں نے بھی سند اور ہند میں فرق ظاہر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ؎

بہ پیغمبر، عرب یکسر مشرف گشت. بر مردم
ز ترک و روم و روس و ہند و سند و گیلی و دیلم

ایک شعر میں انہوں نے اپنے سفرِ سند کی بات کہی ہے ؎

بہ سند انداخت گاہم گہ بہ مغرب — چنین ہرگز ندیدستم فلاخن (ص ۳۹۵)

اگر ہم ہند و سند کو ہم ردیف ہونے کی بنا پر ترک، گیلی اور دیلم کے ساتھ قوم مان لیں، تو بھی ہمیں ایک اور واضح دلیل ملتی ہے کہ اقوامِ مشرق میں قومی لحاظ سے اور جغرافیائی نقطۂ نظر سے اہل ہند اور اہل سند میں بڑا فرق سمجھا جاتا تھا۔ بنا براں فارسی شعرا نے بھی ان دونوں قوموں میں مابہ الامتیاز فرق ملحوظ رکھا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ناصر خسرو نے ایک اور شعر میں اس فرق کو زیادہ نمایاں کر دکھایا۔ ملاحظہ ہو ؎

از پارسی و تازی، وز ہندی و ز ترک — و ز سندی و ز عبری ہمہ یکسر (ص ۵۰۱)

اور ایک دوسرے قصیدے میں لکھا ہے ؎

بخواہد خورد مرپر وردگان خویش را گیتی — نخواہد رستن از چنگال او سندی و نہ ہندی (ص ۳۳۵)

ناصر خسرو کے بعد معزی (متوفی ۵۲۰ھ) آتے ہیں۔ انہوں نے سنجر کی شان میں غزنین فتح کرنے پر ایک قصیدہ لکھا جس کا ایک شعر تو سند کے جغرافیائی حدود قائم کر دیتا ہے۔

؎ از ناحیت سند کنون تا بہ در ہند — بس کس کہ ازاین رنج در دست و بہ تیمار

پھر انہوں نے بہرام شاہ کی مدح کی اور صاف صاف کہہ گئے ؎

بہ زمین ہند و سند از ہیبت شمشیر او — شیر غرندہ نگر در یک زماں غائب زغاب (ص ۶۶)

یاد رہے کہ سندھ سے مراد یا تو سرزمینِ سندھ ہے یا دریائے سندھ ہے۔ ان ہی کے ہم عصر ابوالفرج

رونی نے ایک غزنوی سپہ سالار ابوحلیم زریر شیبانی کی تعریف میں کہا ہے ؎

آنکہ آسیب تیغ او برسید | ازلب سند تا بہ دریا بار (ص ۲۶۹)

اور دریا بار سے مراد دریائے ہند کے ساحل کی لی ہے۔

معزی سے ستو سال قبل فرخی نے سپہ سالار امیر یوسف کی شان میں کہا تھا ؎

رایت تو سایہ افگندست بر دریائی سند | کی بود شاہا کہ سایہ افگند بر کوہ شام

اور پھر اور لکھا کہ ؎

اے برون آوردہ اندر کشور ہندوستان | پیل جنگی از حصا و گرگ پیل افگن زفیل

ژندہ پیلان کزدر دریائی سند آوردہ ای | سال دیگر بگزرانی ازلب دریائی نیل (ص ۲۲۱)

اسدی نے گرشاسپ نامہ میں لکھا ہے ؎

ہمہ کشور روم تا بوم ہند | بہ ہم برزدم تا بہ دریائی سند (ص ۲۹۳)

اس شعر سے عیاں ہے کہ شاعر نے دریائے سندھ کو مرز بوم ہند سمجھا ہے۔

مسعود سعد سلمان ایک بڑی مدت تک ہند میں رہے مگر انہوں نے صرف ایک بار سند کا ذکر کیا ہے جو ان کے قصیدہ خطابیہ بہ شمشیر شاہ میں ہے - وہ کہتے ہیں ؎

مایان ہند راو شہر بران سند را | درہیشہ ہا بیاب و بہ یک جا شکار کن (ص ۲۳)

سلطان مسعود سوم کی طرف سے سندھ کا ایک گورنر تھا بنام عمید محمد بن خطیب - اس گورنر کی شان میں عثمان مختاری نے مدح لکھی اور کہا ؎

بہ ہند و سند برو تاختن چو ابر بہار | بجائی آب ہمی خون برانی اندر بحر (ص ۲۰۲)

آگے چل کر وہ کہتے ہیں ؎

ترا بہ عاملی سند تہنیت چہ کنم | کہ آن ہنر کہ شدہ است از تو در زمانہ سمر

ہمہ ممالک مشرق سپردہ گیر بہ تو | چو ہند بر تو بنشستند سند را چہ بیم خطر

اس آخری مصرع سے یہ مزید ثبوت ملا کہ بقول متقدمین سند ایک خود مختار ملک تھا اور اب چونکہ محمد بن خطیب کو ہند کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے لہٰذا سندھ پر اس کے آس پاس والے علاقے سے کسی حملہ کا خطرہ نہیں ہے - بالفاظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاعر کی

نظر میں سند اور ہند دو مختلف ملک ہیں اور اب ان دونوں ملکوں کی حکومت کی باگ ڈور ایک ہی شخص کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔

مختاری نے شہر نامہ یمینی نام کی مثنوی میں سندھ کے چند شہروں کے نام دیئے ہیں لیکن اس کا ذکر نہ صرف طوالت کا باعث ہوگا بلکہ ہمارے نفسِ مضمون سے بھی پرے ہو جائے گا۔

میں نے ابتدا ہی میں عرض کیا تھا کہ جغرافی لحاظ سے سندھ کے مفہوم کا دائرہ عصر سعدیؒ تک محدود رکھا جائے گا لہٰذا میں اپنے مضمون کو حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں جس میں انہوں نے 'سند' کا ذکر پہلی اور آخری بار کیا ہے ؎

سلطان روم و روس بہ منت دہد خراج جیپال ہند و سند بہ گردن کشد قلاں

میں نے اشعار سے جو مثالیں دی ہے وہ "حدود العالم" کے بیان سے مطابقت رکھتی ہیں۔ مصنفِ علاّم نے مذکور کتاب میں ہند کا ذکر سند سے الگ کیا ہے یعنی انہوں نے ایک کا ذکر ایک عنوان سے کیا ہے اور دوسرے کا ذکر دوسرے عنوان سے کیا ہے جو ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ (ص ۵۹)

ان تمام باتوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مسلمان جغرافیہ دانوں نے ممالک و مسالک والی کتابوں میں لفظ "سندھ" سے جو جغرافیائی مفہوم لیا ہے وہی مفہوم ساتویں صدی تک ایرانی شعراء لیتے ہیں اور قدیم والی کتابوں میں جو قصے کہانیاں ہیں انہیں وہ اپنے اشعار میں کوئی جگہ نہیں دیتے۔